مطالعۂ سیرت نبویؐ کے مقاصد و معارف

(سیرت نبویؐ کی امتیازی خصوصیات کے تناظر میں)

ڈاکٹر حافظ محمد نعیم ☆

Abstract:

"Being the last stone of the house of prophethood, the personality of the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) possesses matchless qualities and unique attributes. These distingushed characteristics have many dimensions and different philosophical aspects. He (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) owns this versality due to His status. He is the only one whose manners have been declared as "Uswah-e-Hasana" the best role model for the whole mankind. Thus, the study of His life and teachings demand us to set certain goals and objectives to follow the Uswah for practical life. Studying seerah with objective state of mind and with a new look results in different ways, this article deals with looking into seerah of the Holy Prophet (PBUH) objectively."

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت دین اسلام میں بنیادی و اساسی حیثیت کی حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگاہی کے بغیر دین اسلام اور تعلیمات شریعت اسلامیہ کی تفہیم ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے اور ایسے فضائل و محاسن اور مناقب سے نوازا ہے کہ زبان وقلم کے لیے احاطہ کرنا ممکن نہیں۔(۱) اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات وفرامین، اعمال وافعال اور سیرت وکردار کی اہمیت نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں مسلمہ ومصدقہ تھی بلکہ

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات جی سی یونیورسٹی، لاہور

آپ ﷺ کے وصال کے بعد ان کی اہمیت دو چند ہوگئی اس امر کی شہادت قرآن مجید نے ''**لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ**''(۲) کی صورت میں دی ہے۔

آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنے اور اسے اپنانے کے لیے ضروری ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کیا جائے۔

کیونکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کے سامنے ایک حجت بنا کے انبیاء علیھم السلام کے آخر میں مبعوث کیا۔ آپ ﷺ کی ذات اسوۂ حسنہ ہے اس لیے بندوں پر حضور ﷺ کی اطاعت، نصرت، احترام اور محبت والفت کو خدا نے لازم قرار دیا، امت پر آپ ﷺ کے حقوق واجب کر دیئے اور جنت کے راستوں کی طرف سفر کو حضور ﷺ کی اطاعت سے مشروط کر دیا(۳) سیرت کا مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ احکام دین صرف آپ ﷺ کی ذات سے ہی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ عقائد سے عبادات اور اخلاقیات سے حلال وحرام تک حضور ﷺ کی ذات ہی رہبر ورہنما ہے۔ لہٰذا اس امر میں قطعی شک کی گنجائش نہیں کہ اسلام کی صحیح اور مکمل تصویر رسول اللہ کی حیات طیبہ ہے آپ ﷺ کی زبان مبارکہ کے ذریعہ ہی آیات قرآنی پہنچیں اور آپ ﷺ کے اقوال وافعال نے اس انقلاب کو عملی جامہ پہنایا جو نزول قرآن کا مقصد تھا اسی خصوصیت اور امتیاز نے حضور ﷺ کو تاریخ کا اہم ترین باب بنا دیا جس کے ہر گوشہ کا مطالعہ ضروری ہے۔(۴) آخرت کی بھلائی، دنیا کی حکمت، اچھی سیرت، محاسن و اخلاق اور جملہ فضائل کو اگر کوئی شخص سمیٹنا چاہتا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی اقتداء وپیروی اس پر واجب ہے(۵) اور ان تمام چیزوں کی دلیل پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات مبارکہ ہے اسی لیے ابن حزم کو کہنا پڑا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی ذاتی سیرت کے علاوہ دوسرا کوئی معجزہ نہ ہوتا تو یہ (سیرت پیغمبر ہی) آپ ﷺ کی رسالت وصداقت کے لیے کافی تھی(۶) اور اگر عرب قوم کے مزاج اور عادات وخصائل پر نظر دوڑائی جائے تو یہ بات حرف بحرف سچ دکھائی دیتی ہے اور حقیقت کی آئینہ دار ہے یہی وجہ ہے کہ سلف اپنی اولاد کو سیرت کی تعلیم ایسے دیتے جیسے قرآن کی کسی سورت کی۔ اسی لیے علی بن الحسین نے فرمایا کہ:

کنا نعلم مغازی النبی ﷺ کما نعلم سورۃ من القرآن (۷)

(ہم علم مغازی رسول ﷺ ایسے سیکھتے جیسے کہ قرآن کی کوئی سورت)

امام زھری کے مطابق:

فی علم المغازی علم الآخرۃ و الدنیا(۸)

(علم مغازی میں دنیا وآخرت کا علم یکجا ہے)

(ا) سیرت طیبہ کے امتیازات:

نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کو قرآن نے اگر ہمارے لیے اسوۂ حسنہ، راہ نجات، راہ

ہدایت اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا واحد زینہ قرار دیا ہے تو اس کی وجہ وہ خصوصیات و اوصاف ہیں جو آپ ﷺ کی ذات اقدس کو حاصل ہیں۔ آپ ﷺ کو عطا کردہ خصائص پر چاہے عصر جدید کے علوم و معارف کی روشنی میں غور کیا جائے یا معروضیت کے تناظر میں ان کو پرکھا جائے ہر دو صورتوں میں ایک غیر جانبدار محقق یقیناً قرآن مجید کے آپ ﷺ کی ذات کو اسوۂ حسنہ قرار دینے کے حکم کی تائید کرے گا اور اپنے آپ کو اس بات کا اظہار و اعتراف کرنے پر مجبور پائے گا کہ حضور ﷺ کو جن خصوصیات سے نوازا گیا ہے وہ درحقیقت اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی شخصیت کو ہی انسانیت کے لیے نمونۂ عمل قرار دیا جائے۔

سیرت کی خصوصیات کا احاطہ ممکن نہیں البتہ ذیل میں سیرت النبی ﷺ کی چند خصوصیات کا تذکرہ مختصراً کیا جاتا ہے۔

(۱) سیرت مبارکہ کی سب سے پہلی اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ سیرت طیبہ کے بیان کا اصل ماخذ اور منبع و مصدر خود قرآن مجید ہے قرآن مجید میں جا بجا سیرت طیبہ کے واقعات کا بیان ہے۔ اگر قرآنی آیات پر غور و فکر کیا جائے تو پیغمبر ﷺ کی سیرت کا پورا نقشہ سامنے آجاتا ہے آپ ﷺ کی آمد کی بشارت (۹) سے لے کر آپ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے اشارے (۱۰) تک تمام تفصیلات قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد (۱۹۵۸ء) کو کہنا پڑا کہ ''اگر دنیا سے تاریخ اسلام کی ساری کتابیں معدوم ہو جائیں اور صرف قرآن ہی باقی رہے تب بھی آنحضرت ﷺ کی شخصیت مقدسہ اور آپ ﷺ کی سیرو حیات کے براہین و شواہد مٹ نہیں سکتے'' (۱۱) اسی لیے قرآن مجید آپ ﷺ کی سیرت کے ضمن میں مصدر اول گردانا جاتا ہے۔

(۲) سیرت پیغمبر ﷺ کی ایک خاصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے واقعات ہم تک مستند ترین (قرآن کے علاوہ) ذرائع سے پہنچے ہیں اور آپ ﷺ کی سیرت کو اگر تاریخیت کی بنیاد پر پرکھا جائے تو آپ ﷺ کی سیرت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ڈاکٹر مصطفی السباعی (م ۱۹۶۷ء) اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> **''إنها أصح سيرة لتاريخ نبي مرسل، أو عظيم مصلح، فقد وصلت إلينا سيرة رسول الله ﷺ عن أصح الطرق العلمية وأقواها ثبوتاً''**
>
> (یہ نبی مرسل یا ایک عظیم ترین مصلح کی صحیح ترین سیرت ہے اور یہ سیرت ہم تک صحیح ترین اور علمی طریقوں اور مدلل و ثابت انداز میں پہنچی ہے) (۱۲)

علامہ سید سلیمان ندوی (۱۹۵۳ء) نے خطبات مدراس میں آپ ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں (جامعیت سیرت محمدی (۱۳)، کاملیت سیرت محمدی (۱۴)، عملیت سیرت محمدی (۱۵) کا تذکرہ کرتے

ہوئے انہیں آپ ﷺ کی خصوصیات قرار دیا ہے اور اس ضمن میں سب سے پہلے سیرت محمدی کا تاریخی پہلو بیان کیا ہے اور تاریخیت کے حوالے سے آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کو تمام انبیاء سے افضل و برتر قرار دیا ہے۔(۱۶)

(۳) جامعیت، کاملیت، عملیت اور تاریخیت کے علاوہ سیرت مبارکہ کا ایک پہلو باقیت بھی ہے، اس دنیا میں انبیاء کے علاوہ بڑے بڑے انسان گذرے ہیں اپنے آپ کو خدا کہلوانے والے تھے لیکن آج دنیا میں کسی کا نام باقی نہیں، آپ ﷺ کو ابتر (۱۷) کہنے والوں کا دنیا سے نام ونشان تک مٹ گیا۔ تاریخ انسانی میں عظیم بادشاہ اور قوت و جبروت والے ملوک، شعراء و فلاسفرز گذرے ہیں لیکن کسی کی سیرت کو اسوہ حسنہ قرار نہیں دیا گیا تاریخ نے ان لوگوں کو بھلا دیا پس فرعون کا یہ کہنا کہ ''انا ربکم الاعلی'' (۱۸) کہاں گیا، نمرود کا دعوی ''انا احی و امیت'' (۱۹) اپنی موت آپ مر گیا پس تاریخ نے ان کو عبرت کا نشان بنا دیا اور اگر کسی کی سیرت باقی ہے تو وہ انبیاء کی سیرتیں ہیں اور اگر کسی کی سیرت کو اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے تو وہ حضور ﷺ کی سیرت ہے۔

(۴) حضور ﷺ کی سیرت اللہ کے رسول کی سیرت ہے ایک ایسے انسان کی سیرت ہے جسے اللہ نے رسالت و نبوت سے نوازا ہے لیکن یہ سیرت انسانیت کے دائرے سے باہر ہے اور نہ سے اس کا کوئی تعلق ہے اور نہ ہی اس میں کم وبیش الوہیت کا اضافہ اور پیوند کاری ہے جب اس کا مقابلہ ہم ان روایات سے کرتے ہیں جن میں مسیحیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت مبارکہ بیان کی ہے اور جو بدھسٹوں نے بدھ کے متعلق لکھا ہے نیز بت پرستوں نے اپنے معبودان باطل کے بارے میں جو روایت کیا ہے تو آپ ﷺ کی سیرت اور ان لوگوں کی سیرت میں نمایاں فرق دکھائی دیتا ہے۔(۲۰)

(۵) سیرت پیغمبر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ سیرت مبارکہ جہد و جہد اور عمل سے عبارت ہے ایک ایسے انسان کی سیرت ہے جو زندگی کے تمام مراحل میں مرحلہ وار آگے بڑھتا ہے اور اپنے عمل اور محنت سے کامیاب ہوتا ہے نہ کہ معجزات وخوارق عادات چیزوں کی بنیاد پر۔(۲۱)

(۶) اگر آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کو دیکھا جائے تو حضور ﷺ کی سیرت تمام مراحل زندگی پر مشتمل ہے زندگی کا کوئی دائرہ، کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ہمارے لیے پیغمبر ﷺ کی سیرت سے رہنمائی موجود نہ ہو۔ سعید رمضان البوطی لکھتے ہیں۔

''ان حیاته علیه الصلوٰة والسلام شاملة لکل النواحی الانسانیة والاجتماعیة التی توجد فی الانسان من حیث انه فرد مستقل بذاته

او من حیث انه عضو فعال فی المجتمع''(۲۲)

(حضور ﷺ کی حیات زندگی کے انفرادی اور اجتماعی تمام پہلوؤں پر حاوی ہے جن سے ایک انسان کو واسطہ پڑتا ہے چاہے وہ ایک مستقل فرد کی حیثیت سے یا معاشرے کے ایک متحرک و فعال فرد کی حیثیت سے زندگی گزارے۔ اس لیے آپ ﷺ کی سیرت ایک ایسے انسان کے لیے کامل نمونہ اور اسوہ حسنہ ہے جو اپنی زندگی کو خوش بختی اور اپنے رب کی مرضی کے مطابق گذارنا چاہتا ہے)

(۷) سیرت مبارکہ کی ایک اہم خاصیت یہ ہے کہ سیرت پیغمبر ﷺ کے ساتھ پورے کا پورا دین وابستہ ہے یہاں تک کہ فہم قرآن بھی فہم سیرت اور مطالعہ سیرت کے بغیر ممکن نہیں۔ عقائد سے لے کہ دعوت و تبلیغ تک اور احکام سے لے کر اخلاق و سلوک تک تمام چیزیں پیغمبر ﷺ کی ذات سے وابستہ ہیں۔(۲۳)

(۸) سیرت رسول ﷺ کی ایک خصوصیت ''**قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا**''(۲۴) کے تحت پیغام سیرت کا عالمگیر اور عمومی ہونا ہے۔ سیرت ہاشمی کسی خاص وقت، علاقہ یا رنگ و نسل تک محدود و مخاطب نہیں بلکہ آپ ﷺ کا پیغام ''**وما ارسلنک الا کافة للناس**''(۲۵) کی شکل میں دائمی، ابدی اور کل انسانیت کے لیے ہے۔

(ب) مطالعۂ سیرت کے اہداف و مقاصد:

سیرت مبارکہ کی مندرجہ بالا خصوصیات پر اگر ایک نظر ڈالیں تو یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کو عطا کردہ خصوصیات بہت جامع، متنوع اور دائمی ہیں اور ایسے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں جن کی بنیاد پر کسی ذات کو کل انسانیت کے لیے نمونہ تقلید قرار دیا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ کو ایسی خصوصیات سے نوازا جانا محض اتفاق نہیں بلکہ یہ مشیت الٰہی اور مصلحت الٰہی کے عین مطابق ہے۔ سید سلیمان ندوی آپ ﷺ کی خصوصیات اور ان کی بناء پر آپ ﷺ کی ذات کو اسوۂ حسنہ قرار دینے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''میں یہ کہنا اور دکھانا چاہتا ہوں کہ آئیڈیل لائف اور نمونہ تقلید بننے کے لیے جو حیاتِ انسانی منتخب کی جائے ضرور ہے کہ اس کی سیرت کے موجودہ نقشہ میں یہ چار باتیں پائی جائیں: یعنی تاریخیت، جامعیت، کاملیت، اور عملیت۔ میرا یہ مقصد نہیں کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی زندگیاں ان کے عہد اور زمانہ میں ان خصوصیات سے خالی تھیں، بلکہ یہ مقصد ہے کہ ان کی سیرتیں جو اُن کے بعد عام انسانوں تک پہنچیں، یا جو آج موجود ہیں، وہ ان خصوصیات سے خالی ہیں اور ایسا ہونا مصلحتِ الٰہی کے مطابق تھا، تا کہ یہ ثابت ہو سکے کہ وہ انبیاء محدود زمانہ اور متعین قوموں کے لیے تھے ان کی سیرتوں کو دوسری قوموں

اور آئندہ زمانہ تک محفوظ رہنے کی ضرورت نہ تھی۔ صرف محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کی قوموں کے لیے اور قیامت تک کے لیے نمونۂ عمل اور قابل تقلید بنا کر بھیجے گئے تھے، اس لیے آپ کی سیرت کو ہر حیثیت سے مکمل، دائمی اور ہمیشہ کے لیے محفوظ رہنے کی ضرورت تھی اور یہی ''ختم نبوت'' کی سب سے بڑی عملی دلیل ہے''۔(۲۶)

لہٰذا ضروری ہے کہ مندرجہ بالا خصوصیات کی حامل شخصیت کی سیرت کا مطالعہ کرتے وقت اہداف ومقاصد کا تعین کیا جائے۔ ذیل میں سیرت طیبہ کے مطالعہ کے اہداف ومقاصد وفوائد کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کرنے کا مقصد اولین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوی حیثیت کو سمجھنا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت اولین نبی کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی اور خصوصی مدد ونصرت سے نوازا ہے۔(۲۷)

(۲) مطالعہ سیرت کے حوالے سے ضروری ہے کہ اس بات پر غور کیا جائے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح سے اپنی عملی زندگی کے مختلف شعبوں میں نافذ کیا۔(۲۸)

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت چونکہ احکام اسلام کا عملی نمونہ ہے اس لیے سیرت کے مطالعہ سے یہ غرض ہونی چاہیے کہ ایک مسلمان کے پاس عقیدہ واحکام اور اخلاق سے متعلق درست تعلیمات اسلامی کا وافر ذخیرہ موجود ہو۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اصول واحکام کی عملی تصویر ہے۔(۲۹)

(۴) آیات قرآنی کے اسباب نزول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ کرام کے بہت سے ارشادات وفرامین سے صحیح معنوں میں باخبر ہونے کے لیے سیرت طیبہ کا مطالعہ شرط لازم ہے۔(۳۰)

(۵) سیرت رسول اللہ کا مطالعہ کتاب الٰہی کی تفہیم، اس کی روح اور مقاصد سے آگاہی کے نقطہ نظر سے ہونا چاہیے کیونکہ قرآن مجید کی بکثرت آیات کی تفسیر وتوضیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پیش آنے والے واقعات اور ان کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رویوں سے ہوتی ہے۔(۳۱)

(۶) مطالعہ سیرت نبوی کی غرض محض واقعات سیرت سے دل ودماغ کی تسکین اور راحت نہیں ہونا چاہیے بلکہ عملی زندگی میں ان سے حاصل ہونے والے اسباق کو بھی سامنے رکھا جانا چاہیے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض ایک قصہ نہیں بلکہ وہ ایک ایسی ذات گرامی کے حالات زندگی ہیں جس سے دین اسلام کی تکمیل ہوتی ہے اور جس کے گرد آخری شریعت گھومتی ہے۔ اس لیے ایسی ہستی کے حالات زندگی اور احوال وآثار کو محض ایک قصہ سمجھ کر پڑھنا اور لکھنا درحقیقت سیرت طیبہ کے ایک پہلو پر عمل ہے اور پھر نہ ہی یہ ایسا قصہ ہے کہ اسے صرف یوم میلاد پر پڑھ دیا جائے اور اپنی ظاہری عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے مغز کو چھوڑ کر محض چھلکوں پر

قناعت کر لی جائے (۳۲)

ابو فارس محمد عبد القادر اس ضمن میں لکھتے ہیں:

اننا ینبغی أن ندرس السیرۃ النبویۃ لنستفید منھا، لنستنبط منھا الحکم والأحکام والعظات والعبر والدروس ونربطھا بواقع حیاتنا (۳۳)

(بے شک ہمیں چاہیے کہ ہم سیرت نبوی ﷺ کی تعلیم دیں، اس سے استفادہ کریں اور سیرت نبوی ﷺ سے حکم، احکام، عظات، عبر اور دروس کا استنباط کریں اور اپنی زندگی کے واقعات و معاملات کے ساتھ ان کا ربط پیدا کریں۔)

(ج) مطالعہ سیرت کے فوائد و معارف:

سیرت نبوی ﷺ کی امتیازی خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر مختلف اہداف و مقاصد کے تعین کے تحت سیرت نبویؐ کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے حاصل ہونے والے فوائد و معارف کو مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

(۱) مطالعہ سیرت سے روح کو بالیدگی، دل کو اطمینان اور عقل کو جلا ملتی ہے۔ (۳۴)

(۲) دعوت اسلام کے تمام پہلوؤں سے معرفت و واقفیت مطالعہ سیرت کا ہی نتیجہ ہے ''اقرا باسم ربک الذی خلق'' (۳۵) سے لے کر ''الیوم اکملت لکم دینکم'' (۳۶) تک کے تمام مراحل اسلام مطالعہ سیرت سے ہی وابستہ ہیں۔ (۳۷)

(۳) داعیان دین اور سماجی مصلحین کے لیے مطالعہ سیرت رہبر و رہنما ہے۔ (۳۸)

(۴) مطالعہ سیرت سے سیاسی و عسکری پہلوؤں کی وضاحت ہوتی ہے۔

(۵) مطالعہ سیرت سے نبی کریم ﷺ کی اللہ کے ہاں قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (۳۹)

(۶) آزمائش، ابتلاء اور باطل کے مقابلہ میں ردعمل کے اسلوب و منہج سے واقفیت ہوتی ہے۔ (۴۰)

(۷) اسباب فتح و شکست کا راز عیاں ہوتا ہے۔ (۴۱)

(۸) محاربین کے اصول نفسیات سے واقفیت ملتی ہے نیز لوگوں کی نفسیات اور اس کے مطابق ان سے برتاؤ کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ (۴۲)

(۹) دعوت حق کی راہ میں مشرکین و منافقین اور یہود و نصاریٰ کی مختلف تدابیر و چالوں کے اسالیب سے معرفت ہوتی ہے۔ (۴۳)

(۱۰) خدا کی مدد، نصرت، ناراضگی و عدم نصرت کے معاملات سے آگاہی ہوتی ہے اور اللہ کی فرشتوں کے ذریعہ اپنے پیغمبر کی مدد و استقامت پر انسان مطلع ہوتا ہے جس سے اس کے توکل میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۱۱) افراد معاشرہ اور دیگر مخلوقات سے برتاؤ کے حوالے سے سیرت طیبہ کا مطالعہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔(۴۴)

(۱۲) صحابہؓ کے ایثار، قربانی اور جدوجہد کی مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔(۴۵)

(۱۳) مطالعہ سیرت سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کن خطوط پر صحابہ کی تربیت فرمائی نیز ان عوامل سے آگاہی ملتی ہے جن کی بنیاد پر صحابہؓ میں ایسی خصوصیات پیدا ہوگئیں کہ وہ پوری انسانیت کی قیادت کے اہل قرار دیئے گئے۔(۴۶)

(۱۴) غربت اسلام کو دوسری مرتبہ دور (ازالہ) کرنے کے طریقہ کی معرفت ہوتی ہے۔(۴۷)

مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں ایک سیرت کے قاری کے لیے ضروری ہے کہ وہ مطالعہ سیرت کے مذکورہ بالا اغراض ومقاصد اور ثمرات وفوائد کے حصول کی کوشش کرے تا کہ مطالعہ سیرت افادیت کا حامل ہو اور ہدایت دین و دنیا کا سبب بنے۔ اگر آج کے تغیر پذیر معاشرے میں پیش آنے والے مسائل ومعاملات کے حل کے لیے ہمیں سیرت سے رہنمائی حاصل کرنا ہے تو پھر ہمیں سیرت نگاری اور مطالعہ سیرت کی روش کو بدلنا پڑے گا۔ یہ تو ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ اسوۂ حسنہ کی آفاقیت وجامعیت دور جدید کے تمام مسائل کا احاطہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اب امتحان ہے تو ہماری صلاحیتوں کا، کہ ہم عصر جدید میں اسوۂ رسول ﷺ سے کس طرح رہنمائی اخذ کرتے ہیں۔

❖❖❖

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابوالفضل، قاضی عیاض، کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، عجرات الھند، مرکز اہل سنت برکات رضا فور بند (س ن) ص ۱۱

۲۔ الاحزاب: ۲۱

۳۔ ابن قیم، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن یوسف، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مؤسۃ الرسالۃ ناشرون، دمشق، ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء، ۱/ ۳۷۔۳۶

۴۔ القسطلانی، احمد بن محمد، المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیۃ، عجرات الھند، مرکز اہل سنت برکات رضا (س ن) ۱/ ۷

۵۔ ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، رسائل ابن حزم (رسالۃ فی مداوۃ النفوس وتھذیب الاخلاق والزھد فی الرزائل) تحقیق احسان عباس، بیروت، المؤسسۃ العربیۃ للدراسات والنشر، ۲۰۰۷ء،

۱/ ۳۴۵

۶۔ ابن حزم، ابومحمد علی بن احمد، الفصل فی الملل والاھواء والنحل، القاھرہ، مکتبۃ ابن تیمیۃ، ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء، ۲/ ۹۰

۷۔ ابن کثیر، عماد الدین ابی الفداء، اسماعیل، السیرۃ النبویۃ، تحقیق ، د. مصطفی عبدالواحد، القاھرہ، دارالسلام۔ ۲/ ۳۰۷

۸۔ ایضاً

۹۔ الصّف:۶

۱۰۔ النصر:۱

۱۱۔ آزاد، ابوالکلام، رسول رحمت ،ترتیب واضافہء مولانا غلام رسول مہر، لاھور ،شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز۔ ۱۹۸۱ء، ص۱۹

۱۲۔ مصطفی السباعی، الدکتور، السیرۃ النبویۃ۔ دروس وعبر، القاہرہ، دارالسلام، ۱۴۳۰ھ، ۲۰۰۹، ص۔ ۹

۱۳۔ جامعیت سے مقصود یہ ہے کہ مختلف طبقات انسانی کو اپنی ہدایت کے لیے جن نمونوں کی ضرورت ہے یا ہر فرد انسان کو اپنے مختلف تعلقات وروابط اور فرائض وواجبات کو ادا کرنے کے لیے جن مثالوں اور نمونوں کی حاجت ہوتی ہے وہ سب اس ''آئیڈیل زندگی'' کے آئینہ میں موجود ہوں اس نقطہ نگاہ سے بھی دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ سوائے خاتم الانبیاء علیہ السلام والصلوۃ کے کوئی دوسری شخصیت اس معیار پر پوری نہیں اترتی (دیکھئے: ندوی، سید سلیمان، خطبات مدارس، تخریج وحواشی، حافظ محمد رحمت اللہ ندوی، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ۲۰۱۱ء، ص ۵۵۔ ۵۶)

۱۴۔ کسی انسانی سیرت کے دائمی نمونہ عمل بننے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے صحیفہ حیات کے تمام حصے ہماری نگاہوں کے سامنے ہوں کوئی واقعہ پردہ راز اور ناواقفیت کی تاریکی میں گم نہ ہو اس کے تمام سوانح اور حالات روز روشن کی طرح دنیا کے سامنے ہوں تاکہ معلوم ہو کہ اس کی سیرت کہاں تک انسانی سوسائٹی کے لیے ایک آئیڈیل زندگی کی علامت ہے (خطبات مدراس۔ ص ۴)

۱۵۔ آئیڈیل لائف کا سب سے آخری معیار ''عملیت'' ہے عملیت سے یہ مقصود ہے کہ شارع دین اور بانی مذہب جس تعلیم کو پیش کر رہا ہو خود اس کا ذاتی عمل اس کی مثال اور نمونہ ہو اور خود اس کے عمل نے اسکی تعلیم کو قابل عمل ثابت کیا ہو۔ (خطبات مدراس۔ ص ۶۰)

۱۶۔ ندوی، سید سلیمان، خطبات مدراس، ص ۶۵۔ ۱۱۶

۱۷۔ ''ابتر'' کے معنی ہیں بے نام ونشان ہو جانے والا ،جس کی نسل آگے نہ چلے۔ (دیکھیے: ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت۔ ۱۳۸۸ھ، ۴/ ۲۶۹)

۱۸۔ النازعات: ۲۴

۱۹۔ البقرہ: ۲۵۸

۲۰۔ مصطفی السباعی، السیرۃ النبویۃ۔ دروس وعبر۔ ص ۱۱۔ ۱۰

۲۱۔ ایضاً/ المرصفی ، الدکتور، سعد محمد، مناھج المؤلفین فی السیرۃ النبویۃ ، بہاولپور، پاکستان ،قسم السیرۃ

النبویۃ الجامعۃ الاسلامیہ۔۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء، ص ۳۴
۲۲۔ البوطی، محمد سعید رمضان، الدکتور، فقہ السیرۃ، مصر، دار المعارف (س ن)۔ ص ۱۸/
۲۳۔ الزید، زید بن عبدالکریم، فقہ السیرۃ، الریاض، دار التدمریۃ، ۱۴۲۸ھ۔ ص ۱۹
۲۴۔ الاعراف: ۱۵۸
۲۵۔ سبا: ۲۸
۲۶۔ خطبات مدراس، ص ۶۲۔ ۶۳
۲۷۔ البوطی، محمد سعید رمضان، فقہ السیرۃ، ص ۱۷
۲۸۔ مھدی رزق اللہ، الدکتور، السیرۃ النبویۃ فی ضوء المصادر الاصلیہ، الریاض، دار امام الدعوۃ۔ ۱/۱۶
۲۹۔ البوطی، فقہ السیرۃ، ص ۱۸
۳۰۔ احمد فرید، وقفات تربویۃ مع السیرۃ النبویۃ، القاھرہ، المکتبۃ التوفیقیۃ۔ ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰م۔ ص ۱۶
۳۱۔ البوطی، فقہ السیرۃ، ص ۱۸
۳۲۔ مصطفی السباعی، السیرۃ النبویۃ۔ دروس وعبر، ص ۹
۳۳۔ العلق: ۱
۳۴۔ الحسنی، ہاشم معروف، سیرۃ المصطفی۔ نظرۃ جدیدۃ، بیروت، دار القلم، ص۔ ۸
۳۵۔ ابو فارس، محمد عبدالقادر، السیرۃ النبویۃ ۔ دراسۃ تحلیلیۃ۔ عمان ۔ال أردن، دار الفرقان، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء۔ ص۔ ۶۱
۳۶۔ المائدہ: ۳
۳۷۔ فاروق حمادہ، السیرۃ النبویۃ وتقویمھا ص ۲۸
۳۸۔ مھدی رزق اللہ، السیرۃ النبویۃ۔ ص ۱/۱۸
۳۹۔ احمد فرید، وقفات تربویۃ مع السیرۃ النبویۃ۔ ص ۱۷
۴۰۔ الصلابی، علی محمد محمد، السیرۃ النبویۃ عرض وقائع وتحلیل أحداث، دمشق / بیروت، دار ابن کثیر، ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۶ء، ۱/۶
۴۱۔ الصلابی، السیرۃ النبویۃ، ۱/۸
۴۲۔ ابو عزیز، سعد یوسف، موسوعۃ الخطب المنبریۃ، القاھرہ، دار التوفیقیۃ للتراث۔ ۲۰۰۹، ۲/۹
۴۳۔ ایضاً
۴۴۔ ایضاً
۴۵۔ عقل، منار مناع، شذا الیاسمین من سیرۃ سید المرسلین، الازھر، مکتبۃ الایمان، ۲۰۰۸م / ص ۶
۴۶۔ احمد فرید، وقفات تربویۃ مع السیرۃ النبویۃ، ص ۱۶
۴۷۔ ایضاً

❖❖❖